رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۹

سالانہ قیمت [illegible]

نور افشاں

[illegible]

[illegible]

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آ کے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے

نمبر [illegible]	ہفتہ وار بروز جمعہ لاہور سے شائع ہوتا ہے - ۲۰ اپریل ۱۹۲۲ء	جلد [illegible]

مسدس

حالات حاضرہ پر

مجموعہ

حامئ امن و امان [illegible] براؤن [illegible]

[illegible]

[illegible]

پہلے یہ ریل نہ تھی نہ کوئی دخانی جہاز نہ تھا ایسی ایجادوں سے کوئی بھی خبردار نہ تھا
گرم اس وقت تجارت کا یہ بازار نہ تھا اب جو آرام ہے پہلے تو یہ زنہار نہ تھا

کیا بزرگوں کا زمانہ بھی تمہیں یاد نہیں
قابل قدر سہولت کی مگر داد نہیں

اس قدر پہلے زمانے میں تو ہم شاد نہ تھے مذہبی رسموں کی تکمیل میں آزاد نہ تھے
جبر سہتے تھے مگر لائق فریاد نہ تھے۔ طرفہ آزادی کے اس وقت یہ ایجاد نہ تھے

سرکشی کی جو کسی نے تو تراشا سر کو۔
نیزے پہ لیکے جاتے تھے تماشا سر کو

گھر وہ بھرا اپنے جو دولت سے تو جب جاتے تھے پایا وہ ادھر کئے ہیں ناقوں سے سر جھکتے ہیں
سامنے اوام حکومت پہ وہ جب سے جاتے ہیں جن کے انجام سے ذی فہم ورے جاتے ہیں

روش شور فزا حسد نما کس کی ہے
چشم انصاف سے دیکھو کہ خطا کس کی ہے

سند علم و ہنر ہم نے یہاں سے پاکر کچھ کمی تھی تو وہ کی پوری ولایت جاکر
صحبت دوست سے کٹے ہند میں واپس آکر جب بھرا پیٹ حکومت کی غذائیں کھا کر

دور کی سوجھی اکڑنے لگے استادوں سے
بن کے شاگرد بگڑنے لگے استادوں سے

اپنے ہی گھر کا جو کر سکتے نہیں بندوبست آج ستوراج کی تحریک میں ہیں جو بدمست
جانتے ہیں کہ ہماری ہے ابھی حالت پست ہیں اسی خام خیالی میں مگر محو و مست

ملک کو وہ ابھی خانۂ خالہ سمجھیں
اور حکومت کو نہ کچھ منہ کا نوالہ سمجھیں

جو بجز وقت سے یہاں وقار رکھتے ہیں سر تسلیم جو شہ وہ جھکا رکھتے ہیں
جان بھی کرنے کو اپنی وہ فدا رکھتے ہیں یہی دنیا کے مذاہب بھی روا رکھتے ہیں

جب شہنشاہ دو عالم کا ہے فرمان یہی
تو رعایا کا بھی ہو جائے [illegible]

علم کا ہند میں گنجینہ لٹایا کس نے [illegible] وہ تباہ کس نے
ہم کو بے علمی کی پستی سے اٹھایا کس نے [illegible]ستان میں اپنا بنایا کس نے

عمر کٹ جائے اسی طاعت سرکاری میں
دم نکل جائے تن سے بھی تو وفاداری میں

اس شہنشاہ کو اللہ سلامت رکھے اس کے بچوں کو جنت میں تجارت رکھے
تاج برطانیہ کا یہ تا بہ قیامت رکھے خطۂ ہند پہ قائم یہ حکومت رکھے

آنحضرت اس ساج کرتم قابل تحسین کہو
باہ اقبال پڑھے ۔ دوستو آمین کہو۔

یہ نظم اس سبھا میرٹھ کے دوسرے شاندار جلسہ میں پڑھی جاکر مقبول ہوئی ۔ جو زیر صدارت جناب ایف ڈبلیو داران بجیز و خوبی سول لائن میرٹھ میں انجام پایا ۔ کارکنان سبھا مذکور و رو ساء عظام میرٹھ کی پسندیدگی کے بعد چیکر یو پی آگرہ اینڈ اودھ کے مشہور شہروں اور دیہات میں مفت تقسیم کی گئی ۔

حکمرانی اور ہندوستانی

اہل عدم تعاون کے غور و فکر کے لئے ذیل کا مضمون درج کیا جاتا ہے راقم مضمون کے طرز بیان سے اتفاق مترشح ہے ۔ امید ہے کہ اس سے ناظرین کو فائدہ پہنچیگا ۔ ایڈیٹر

تاریخ عالم اس امر کی شاہد ہے کہ وہ قوم ہی برسر حکومت رہی جس کے افراد میں بردباری تحمل مزاجی ۔ دوراندیشی ۔ باریک بینی ۔ رعیت پروری ۔ عفو اور رحم ترسی کا مادہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا ۔ اس قوم ہی کا ستارۂ اقبال فلک کمال پر تاباں رہا جس نے اتحاد و اتفاق کو اپنی روح سمجھا کیونکہ بادشاہی کی اصل بنیاد اتفاق قوم ہے چنانچہ تاریخ دیکھنے سے یہ امر ظاہر ہے کہ وہ ملک ہی تخت و تاج زیر و زبر ہوا جس میں بے اتفاقی رہی اور اس کا اسپ بے لگام رہا ۔ آج ہم اس مختصر سے مضمون میں یہ بتانا چاہتے ہیں کہ آیا ہندوستانی قوم حکمرانی کے لائق ہے یا نہیں اور اس میں وہ اوصاف ہیں یا نہیں جس پر حکومت کا دار و مدار ہوتا ہے ۔ سو عرض ہے کہ ہندوستان کی باگ ڈور کو اہل ہند کے ہاتھوں میں دیدیا گیا تو ہندوستان کو حتماً تباہ و برباد کر دیگا وجہ یہ کہ ہندوستان میں کئی قومیں آباد ہیں جن کا باہمی اتحاد و اتفاق قائم ہونا ممکنات میں سے ہے ۔ خواہ کتنی کوشش ہی کیوں نہ کی جائے ۔ جبکہ ہر ایک قوم کو نفاق نے اپنا غلام بنا رکھا ہے ۔ مسلمانوں کو دیکھو تو ایک فرقہ دوسرے فرقہ کا جانی دشمن ہے ۔ علما کے دلوں میں ایک دوسرے کی اس قدر بغض و عداوت ہے کہ الامان الامان وہ تو نہ پر خاک بھی نہیں نکلنے کی ۔ یہی حال ہندو قوم کا ہے ۔ بلکہ اس سے بھی بدتر ۔ اب سوچنے کا مقام ہے کہ جب فرداً فرداً قوموں کا آپس میں اتفاق و اتحاد نہیں ہوا تو ہند کی تمام قوموں کا باہمی مستقل اتحاد کیسے ہو سکتا ہے پس اہل ہند کا اپنے پاؤں پر کھڑا ہونے کا ایک خواب ہے جس کی (صفحہ ۱۱ دیکھئے)

نور افشان

مطبوعہ ۷ اپریل ۱۹۲۲ء

خداوند یسوع مسیح کی قیامت

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ مسیحی کلیسیا ابتدا سے خداوند مسیح کی مُردوں میں سے تیسرے دن کے روز قیامت کا عقیدہ اپنے ساتھ لئے آئی ہے۔

خداوند یسوع مسیح کی قیامت کا اعتقاد مسیحی کلیسیا کا عقیدہ ہے۔ یسوع مسیح کی جو تیسرے دن قیامت ہوئی وہ کیسی تھی جسمانی یا روحانی۔ یہ ہر دو باتیں عقیدہ کی تشریح سے علاقہ رکھتی ہیں جو درحقیقت خود عقیدہ نہیں ہیں۔

مسیحی ایک عرصہ بعید سے یسوع مسیح کے جی اُٹھنے کی تشریح یوں کرتے آرہے ہیں کہ ایک گروہ یسوع مسیح کے عین اسی جسم کے جی اُٹھنے کو مانتا آیا ہے۔ جو قبر میں دفنایا گیا تھا جو جسم قبر سے پیشتر تھا اس میں اور قیامت کے جسم میں تل برابر فرق نہیں مانتا ہے۔ مگر دوسرا مسیحی فریق یسوع مسیح کے قیامتی جسم کو لطیف جسم مانتا ہے جس میں وہ عنصر تھا جو عالم روحانی سے غیر مشترک ہے یہ دونوں خیال پھر تشریح و توضیح کے محتاج ہیں ہر ایک مسیحی جس خیال کو پسند کرے مان سکتا ہے۔

معتقدان قرآن ابتدا میں یسوع مسیح کی قیامت کی نسبت یہی اعتقاد رکھتے تھے جو مسیحی رکھتے آئے ہیں۔ مگر جس قدر معتقدان قرآن دین اسلام اور اس کے مسلمات سے دور ہو کر ملت حنیف سے ہٹتے گئے اسی قدر زیادہ وہ مسیح کی قیامت کے اعتقاد سے دور ہوتے گئے چنانچہ تفسیر الدر المنثور صفحہ ۳۶ میں آیا ہے۔ ابن عساکر نے بیان کیا ہے کہ اماته الله ثلاثة ايام ثم بعثه و رفعه۔ یعنے حضرت عیسے کو اللہ نے تین دن تک وفات دی پھر اُسے زندہ کیا اور اپنی طرف اُٹھا لیا۔

پھر کسی راوی نے تین دنوں کو چھوڑ کر ابن عساکر کی روایت مذکورہ میں تین گھڑیوں کا لفظ بنا دیا کیونکہ اوپر کی روایت کو یوں بھی بنا دیا کہ توفى الله عيسى ابن مريم ثلث ساعات من النهار حتى رفعه اليه۔ یعنے اللہ نے عیسے ابن مریم کو دن کی تین گھڑیاں وفات دی پھر اُسے زندہ کر کے اپنی طرف اُٹھا لیا۔

پھر کسی راوی کو اس تین گھڑی کی وفات میں بھی کچھ سچائی معلوم ہوئی اس نے تین گھڑی کو سات گھڑیوں سے بدل کر لکھ دیا ان الله توفى عيسى سبع ساعات ثم احياه الخ۔

ایک اور راوی نے دیکھا کہ ہنوز اوپر کی روایات میں یسوع مسیح کی موت کی [illegible] سچائی دکھائی دیتی ہے اسے مٹانے [illegible] اُس نے لکھ دیا کہ یسوع مسیح صلیب پر مرا ہی نہیں۔ دفن ہی نہیں ہوا۔ تیسرے دن زندہ ہی نہیں ہوا۔ وہ تو جسم عنصری سمیت بغیر موت کے آسمان پر اُٹھا لیا گیا تھا۔ یہ آخری مذہب زیادہ عام ہے۔

آخر میں مرزا قادیانی صاحب اُٹھے آخر اُن نے مسیحیوں کے دوسرے مذہب کو اختیار کر کے اپنے مسیحائی کے دعوے کو قائم کر رکھا غرضیکہ ابتدا میں یسوع مسیح کی موت و قیامت کی بابت وہی مذہب تھا جو مسیحیوں کا ہے۔ مگر زمانے کی ترقی کے ساتھ خود غرض علما نے ترقی کر کے حقیقت سے دور ہو کر خود مسیح بننے تک کی نوبت پہنچا دی ✦

زندگی

کیا آپ کو کبھی یہ خیال ہوا کہ آپ کی زندگی سے خدا کا کیا مطلب و مقصد ہے خواہ آپ اس کا خیال کریں یا نہ کریں خواہ آپ اس مطلب و مقصد کی اپنی زندگی سے تکمیل کریں یا نہ کریں۔ یہ ایک بات بالکل روشن ہے اور وہ یہ ہے کہ آپ کی موجودہ زندگی انتظام قدرت میں بالکل بے معنے نہیں ہے۔ آپ کی زندگی کے اس قدر معنے بھی نہیں ہیں کہ آپ جانوروں کی طرح کھائیں پئیں اور مر جائیں۔ آپ کی زندگی خدا کی امیدوں اور آرزوؤں یعنی خدا کے ارادوں اور منشاؤں کا ایک ایسا پروگرام ہے جو اس نے آپ کی دنیوی زندگی کے ساتھ دنیا میں تکمیل کو پہنچانا ہے۔ کیا آپ کہہ سکتے ہیں کہ آپ کی زندگی کے ظاہری و باطنی خیالات و افعال جو اب تک آپ کی زندگی میں ظہور میں آئے ہیں۔ آپ کی زندگی کے انتخاب اور غرض [illegible] زندگی کے مشاغل و دلچسپیاں اس الہی پروگرام کا حصہ تھیں؟ اس میں رتی برابر شبہ نہیں جنہوں نے اپنی زندگی کو خدا کے ارادوں اور منشاؤں کی تکمیل کا پروگرام بننے دیا ہے۔ انہوں نے اپنی زندگی کے اصل مقصد کو خود پا کر زیادہ خدا کے حضور آگے کو زندگی کی نعمت رکھنے

کے لئے قابل نہیں رہتے۔

وقت

یہ ایک عام خیال ہے کہ وقت زمانہ تیز رو ہے اس کی رفتار فی سیکنڈ لاکھوں میلوں کی سمجھی جاتی ہے۔ ہم اکثروں سے وقت کی بابت یہی شکوے سنتے رہے ہیں کہ وقت نہ رہا وقت جا رہا۔ پر حقیقت یہ ہے کہ ہم تیز رفتار ہیں۔ ہم نے پروں کو قدرت نے ایسے پر دے رکھے ہیں کہ ہم فی سیکنڈ لاکھوں میل طے کر رہے ہیں۔ ہم اڑے جاتے ہیں۔ ہم کہیں ٹھہر نہیں سکتے

یہ چمن یونہیں رہیگا اور ہزاروں جانور
اپنی اپنی بولیاں سب بول کر اڑ جائیںگے

گھر

لفظ گھر انسانی زبان کے ان الفاظ میں سے ایک لفظ ہے جو ہر ایک بشر کو عزیز اور پیارے معلوم ہوتے ہیں۔ بلکہ یہ لفظ ان تمام لفظوں کے مفہوم کا مجموعہ ہے جو ہر ایک انسان کو قابل قدر اور تعظیم کے لائق معلوم ہوتے ہیں۔

جب ہم لفظ گھر کا استعمال کرتے ہیں تو اس سے ہماری ہرگز کوئی چار دیواری [illegible] پر دھری ہوئی چھت مراد نہیں ہوتی [illegible] کوئی خاص قسم کی بنی ہوئی عمارات مراد نہیں ہوتی۔ بلکہ یہ لفظ ہم اپنے رہنے کی جھونپڑی سے لیکر اپنے رہنے کے شاہی محل تک پر استعمال کرتے ہیں۔

ہم ہیں خبر نہیں کہ ہمارے لئے لفظ گھر سے بڑھکر زمین پر کوئی دوسری جگہ نہیں جس کے لئے ہم سینوں میں عزت و محبت لئے پھرتے ہیں۔ کچھ مضائقہ نہیں خواہ اس لفظ کا دوسروں کے لئے مفہوم ایک جھونپڑی کے سوا کچھ نہ ہو پر وہی جھونپڑی جھونپڑی میں رہنے والوں کے لئے ایک گھر ہے۔ جس کی عزت و حرمت ہر ایک صاحب خانہ کے دل میں بمنزلہ خانۂ خدا کے پائی جاتی ہے۔ ہر ایک جھونپڑی نشین خواہ زمین کے کنارے تک چلا جائے اور کسی ولایت کا بادشاہ بن جائے پر اس کے دل سے اور اس کے حافظہ سے اس جھونپڑی کی عزت و محبت اور یاد داشت دور نہیں ہو سکتی کیوں؟ اس کی وجہ کیا ہے؟ جہاں تک سوچ وہاں تک یہ بات معلوم ہوگی کہ ہمارے مفہوم کا گھر روئے زمین پر وہ زمین کا ٹکڑا ہے۔ جہاں ہمارے عزیز و اقارب کے ساتھ مساوی حقوق اور آزادی دوسرے عزیزوں کے ساتھ حق مساوات محفوظ ہے۔ وہاں کوئی اونچ نیچ اور بڑے چھوٹے کے ویسے امتیازات نہیں ملتے جو گھر سے باہر ملتے ہیں۔ وہاں گو بڑے چھوٹے کے امتیازات پائے جاتے ہیں۔ وہاں پر گو زور آور اور کمزور بھی ملتے ہیں تو بھی وہاں پر کمزوروں کے لئے جان و مال کا وہ خطرہ نہیں ہے جو گھر سے باہر پایا [illegible] زور آوروں کی دراز دستیاں [illegible] میں ظلم و تشدد بھی نابود ہے جو گھر سے باہر نظر آ سکتا ہے۔ وہاں مختلف شخصیتیں اور مختلف مرضیاں بھی ہیں۔ مگر ان میں وہ مغائرت و جدائی ہی معدوم ہے جو گھر سے باہر ملتی ہے۔ وہاں بلاشک خود غرضیاں بھی افراد میں ملتی ہیں۔ مگر تعجب ہے کہ اس کے ساتھ چوری اور دھوکہ دہی قتل و خون اور دیگر جرائم جو خود غرضی سے پیدا ہوتے ہیں شاذ و نادر وقوع میں آتے ہیں وہاں مذکر و مونث عورت و مرد بہن اور بھائی۔ باپ اور ماں بیٹے اور بیٹیاں سب اکٹھے رہتے ہیں۔ ان کے باہمی رشتے اور باہمی سلوک ایسے انوکھے اور غیر معمولی ہیں کہ گھر سے باہر کسی دوسرے گھر میں ہی ان کی مثال مل سکتی ہے۔ پس ہر ایک بشر کے لئے گھر سے بڑھکر کوئی دوسری جگہ عزت و حرمت کے لائق نہیں ہے اور نہ ہو سکتی ہے۔

جدید محصولات اور ٹیکس

یکم اپریل سنہ ۱۹۳۳ء سے حسب ذیل جدید محصول نافذ کئے جائینگے۔

لفافہ جس کا وزن اڑھائی تولہ سے زیادہ نہ ہو ۱؎
اڑھائی تولہ سے اوپر ہر اڑھائی تولہ یا اس کسر کیلئے ۱؎
پوسٹکارڈ نصف آنہ۔ جوابی ایک آنہ۔
کتابیں۔ نمونے کے پیکٹ۔ ہر پانچ تولہ یا اس کی کسر کے لئے ایک آنہ۔
رجسٹری شدہ اخبارات جبکہ ۸ تولہ سے زیادہ نہ ہو ایک پیسہ آٹھ تولہ سے زیادہ اور ۲۰ تولہ سے کم ۲ پائی۔ بیس تولہ سے اوپر ہر بیس تولہ یا اس کی کسر کے لئے ۲ پائی۔
پارسل جبکہ وزن ۲۰ تولہ سے زیادہ نہ ہو ۲؎
بیس تولہ سے زیادہ اور چالیس تولہ سے کم ۴؎
چالیس تولہ سے اوپر یا اس کی کسر کے لئے ۲؎
انکم ٹیکس (۱) جبکہ سالانہ آمدنی ۲۰۰۰ روپے سے کم ہو نرخ۔
(۱) جبکہ سالانہ آمدنی ۲۰۰۰ روپے یا اس سے زیادہ مگر ۵۰۰۰ سے کم ہو۔ ۵ پائی فی روپیہ
(۲) جبکہ سالانہ ۵۰۰۰ روپے یا اس سے زیادہ مگر ۱۰۰۰۰ سے کم ہو۔ ۶ پائی فی روپیہ

(۳) جبکہ سالانہ آمدنی ۱۰۰۰ روپے یا اس سے زیادہ مگر ۲۰۰۰ سے کم ہو۔ ۹ پائی فی روپیہ

(۴) جبکہ سالانہ آمدنی ۲۰۰۰ روپے یا اس سے زیادہ مگر ۳۰۰۰ سے کم ہو ۱۲ پائی فی روپیہ

(۵) جبکہ سالانہ آمدنی ۳۰۰۰ روپے یا اس سے زیادہ مگر ۴۰۰۰ روپے سے کم ہو ۱ر۳ پائی

(۶) جبکہ سالانہ آمدنی ۴۰۰۰ روپے یا اس سے زیادہ ہو ۱ر۹ پائی فی روپیہ۔

(۷) ہر کمپنی یا ہر رجسٹری شدہ فرم کے لئے خواہ اسکی سالانہ آمدنی کتنی ہو ۲ر۱ پائی فی روپیہ۔

محصول ڈاک میں جو اضافہ کیا گیا ہے اس کا نفاذ ۲۳ اپریل سے ہوگا۔

انوکھا مجرم

(پنڈت کرم چند شکل)

معزز ناظرین کی ضیافت طبع کے لئے چند مترجم سے دو قیمتی نوٹ درج اخبار کرتے ہیں۔ جن میں مسٹر گاندھی کی زندگی کے اہم ترین واقعات کی تفسیر و تشریح انجیل سے کی گئی ہے۔ ان کو غور سے پڑھا جائے۔ اگر ہو سکے تو ان پر کچھ لکھا بھی جائے۔ (ایڈیٹر)

اس بارے میں اختلاف رائے ہو سکتا ہے کہ آیا مہاتما گاندھی کی قدرت سے مجسٹریٹ۔ سرکاری وکیل۔ جیلر اور پولیس اخلاق کے پتلے بن گئے یا ان لوگوں کی اپنی طبیعت میں صلاحیت کی قابلیت تھی کہ ان پر اس ۔۔ دیوتا کی نیکی کا رنگ چڑھ گیا۔ جب گورو کے پیارے جیلوں میں جاتے ہیں کہ سچائی کے چراغ میں تھوڑا سا تیل ڈالکر اپنے بعد جلتا چھوڑ جائیں تو اکثر تجربے سے بڑے انسان بھی شریف بن جاتے ہیں۔ مگر اس بات سے کوئی انکار نہیں کریگا کہ جج نے اپنے فیصلہ میں نہایت ایمانداری سے دُنیا کے روبرو ہو جانے کے لئے ہندوستان کے انگریزی قانون کی تنگی سے گرا ہوا اور غلط ٹھیرا دیا۔ جج کہتا ہے مہاتما جی۔ آپ مہاتما ہیں۔ آپ نئی قسم کے انسان ہیں جو قانون کی زد میں آتے ہیں۔ آپ کے چلن پر کوئی نکتہ چینی نہیں ہو سکتی۔ آپ ہندوستان کے سردار ہیں اور آپ کے مخالف آپ کو عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں مگر چونکہ آپ قانون کی مطابعت نہیں کر سکے۔ اس لئے آپ کو سزا دینا لازمی ہے۔ اگر یہ سزا دور ہو سکے تو مجھ سے زیادہ خوشی کسی اور کو نہ ہوگی۔ کیسے صاف الفاظ ہیں۔ کیا اس کے یہ معنے نہیں کہ مہاتما جی میں تو کوئی نقص نہیں۔ بلکہ نقص خود قانون میں ہے جس کی مطابعت مہاتما جی نہیں کر سکتے یا جن کے برخلاف خیالات پھیلانا اور اسے مٹانے کی کوشش کرنا ان کے نزدیک فرض انسانی ہے ایسا قانون خلاف فطرت انسانی اور خلاف قانون قدرت ہوگا جس کی وجہ سے معزز شہریوں اور بے غرض مہاتماؤں کو جیل میں جانا پڑے۔ ایسا قانون اور اس قانون پر بھروسہ رکھنے والی گورنمنٹ کتنے روز کے قیام کی امید کر سکتی ہے "مہاتما گاندھی کی آہوتی نے اس قانون اور اس کے سرپرستوں کی زبردستیوں کے خاتمہ کے فتویٰ پر مہر لگا دی ہے۔

اس مجرم کا جرم کیا ہے۔ جس کے عوض اُسے چھ سال کے لئے اپنی سرگرمیوں سے جو کہ اس کی زندگی تھی علیحدہ کرنے کا انتظام کیا گیا ہے وہ ہے حب الوطنی یا انگلستان کے سوداگروں کی نسبت ہندوستان کے فاقہ مست بھوکے عوام کے مفاد کو مقدم جاننا۔ غریبی کیسی بدقسمتی ہے کہ غریبوں کے ہاتھ غزا پر دو۔ امیروں کی چکی میں پیسے جاتے ہیں۔ مگر مبارک ہیں غریب کیونکہ خدا کی بادشاہت میں وہی داخل ہونگے۔ اونٹ کا سوئی کے ناکے میں سے گذرنا آسان ہے۔ مگر امیروں کا خدا کی بادشاہت میں داخل ہونا مشکل ہے۔ استاد زمانہ نے آج سے دو ہزار برس پہلے کن مختصر الفاظ میں یہ سچائی کیسی سادگی سے بیان کر دی ہے۔ حب الوطنی اور سڈیشن میں فی زمانہ مجھے کوئی تمیزی خط معلوم نہیں ہوتا۔ اگر حب الوطنی کا نام سڈیشن ہے تو ہر راستگو شخص گردن زدنی ہے۔

مہاتما جی کے مقدمہ کا فیصلہ

ترازو پر رکھا گیا لیکن پورا نہ اُترا

(مترجمہ از ینگ انڈیا)

احمد آباد میں سیشن جج کی عدالت میں جس مقدمہ کی سماعت ۱۸ مارچ کو ہوئی وہ مقدمہ دنیا کی تاریخ میں سب سے زیادہ قابل یادگار رہیگا یہ فلسطین کے پیغمبر اعظم (حضرت عیسےٰ) کے مقدمہ کا ہم ثانی کہا جا سکتا ہے۔ در اصل عدالت مذکورہ میں ملزم کا مقدمہ پیش نہیں تھا۔ بلکہ وہاں تو موجودہ نظام حکومت کی آزمائش اور مقدمہ ہو رہا تھا۔ اور فاضل جج صاحب اس طرز حکومت کے نمائندے کی صورت میں وہاں موجود تھے۔ ملزم کے خلاف جو فیصلہ دیا گیا تھا وہ درحقیقت اس طرز حکومت کے خلاف آخری حکم پاس کیا گیا تھا۔ یہ ہو سکتا ہے کہ اس حکم

کی تعمیل کے لئے کچھ وقت لگے۔ لیکن اب تو پرماتما کا فیصلہ نکل چکا ہے۔ ڈگری ہو چکی ہے اب تو عمل ہے۔ غیر مبدل ہے۔ یہ تو ہو کر ہی رہیگا پرماتما کے راہ نیارے ہیں۔ اگرچہ پرماتما کے کام آہستہ رفتار سے چلتے ہیں۔ لیکن ان کا نتیجہ ایک یقینی امر ہوتا ہے۔ پرماتما کی چکی اگرچہ آہستہ پستی ہو۔ لیکن بہت مہین اور باریک پسائی کرتی ہے۔ تقریباً انیس صدیاں گذر گئیں جبکہ اسی طرح ایک دوسری سلطنت نے پرماتما کے امرت پتروں کو اُن کے پیدائشی حقوق سے محروم رکھنے کی کوشش کی تھی۔ اور اُن کی آزادی کو پاؤں سے کچلنے کی ٹھانی تھی۔ اس وقت یہ دعوے کیا جاتا تھا کہ سیزر تمام دُنیا میں راج کریگا۔ اور روم سب کا حاکم اعلیٰ ہوگا۔ سیزر کا کہنا تھا کہ اُس کی حکومت میں شرکت کرنے والا کوئی خدا یا پرمیشور نہیں ہے۔ وہ دنیا کے لوگوں کے حقوق اور آزادی کے مطالبے کو ہرگز تسلیم نہیں کیا کرتا تھا۔ کہا کرتا تھا کہ کون ہے۔ جو زبردست رومن ایمپائر کے آگے دم مار سکے اور اُس کی حکومت کے خدائی حق میں مداخلت کرنے کا کون مجاز ہے۔ رومن ایمپائر نے اس رسول خدا کو سولی پر چڑھا دیا۔ جو کہ تمام انسانوں میں برادرانہ سلوک۔ بھراتری بھاؤ اور پریم کی تلقین کرنے کی گستاخی یا جرات کرتا تھا۔ اس کا یہی جرم تھا کہ وہ تمام بنی نوع انسان میں اس بات کا پرچار کیا کرتا تھا کہ مبارک ہیں وہ لوگ جن کے اندر انکسار اور عجز موجود ہے۔ کیونکہ وہی خدائی بادشاہت کے وارث ہونگے۔ اس اصول کا اپدیش کیسا بھیانک جرم ہے کہ ان کے پیروؤں کو بھوکے شیروں کے آگے پھینکا جاتا تھا تاکہ وہ اُن کو پھاڑ کر کھا جائیں اور اس تمام نظارے کو رومن لوگ ایک تھیٹر یا تماشہ تصور کر کے حظ اُٹھایا کرتے تھے۔ رومن ایمپائر کے لوگ خیال کرتے تھے کہ اتنا جور و جبر کر کے انہوں نے تحریک آزادی کو کچل دیا ہے۔ لیکن نتیجہ کیا ہوا۔ آج زبردست شاندار رومن ایمپائر کا نام صفحہ ہستی پر موجود نہیں ہے۔ اتنی بھاری سلطنت بالکل تباہ اور برباد ہو گئی ہے اور بالکل نیست و نابود ہو گئی ہے۔ لیکن اس شہید پیغمبر کی آواز اتنی صدیوں کے گذر جانے کے بعد بھی آج تک گونج رہی ہے۔ اگر اس کے کئی نام نہاد پیرو آج اُسے سننے کو تیار نہیں۔ وہ ممالک جن کی آزادی کو چھیننے کے لئے اور جن کو غلام بنانے کے لئے سلطنت روم نے کوشش کی تھی وہ آج آزاد ہیں اُنہوں نے اپنی آزادی کو واپس جیت لیا۔ دُنیا دیکھ رہی ہے کہ پرماتما کس طرح عدل کرتا ہے۔

فیصلہ اور مسیح کا مصلوب ہونا

(از جناب قمر بی۔ ایم۔ کرشن محلہ۔ لائلپور)

صبح کا سہانا وقت تھا۔ بادِ نسیم نے اپنی شیریں آواز سے سرو سان چمن کے کان میں خدا معلوم کیا کہہ دیا تھا کہ انہوں نے خواب غفلت سے بیدار ہو کر اپنی شبنمی موتیوں کی تسبیح سے یاد الٰہی شروع کر دی تھی۔ ایک طرف غنچے چٹک رہے تھے دوسری طرف عندلیب چمنستان پر بہار کا منظر دیکھ کر نغمہ سرائی کر رہی تھی۔

اسے لو سورج نے بھی مشرقی دریچہ سے اپنا منہ نکالا اور تمام دنیا پر نور کی بارش کر دی نسیم سحر کی چھیڑ چھاڑ پر قہقہہ مار کر ہنسنے والے گلِ آفتاب کی ترچھی نگاہیں دیکھکر غنچے مردہ ہوگئے تمام امیر و غریب سیر و تماشہ کے لئے جا رہے ہیں۔ مگر مدت سے ناظرین اُس فیصلہ کے لئے بیتاب ہونگے جس کا سلسلہ کوئی مدت نہیں گذری کہ شروع ہوا تھا۔ اس لئے میں آپ کو اُس جگہ کی سیر کے لئے لئے جاتا ہوں۔ ناظرین غور سے دیکھئے کہ وہ کرسی پر پلاطس بیٹھے ہوئے ہیں۔ اور مسیح اُن کے سامنے کھڑا ہے سنیئے کہ یہ کیا گفتگو کر رہے ہیں۔

پلاطس۔ کیا تو یہودیوں کا بادشاہ ہے۔

مسیح۔ ہاں میں یہودیوں کا بادشاہ ہوں

پلاطس (یہودیوں سے) میں اس میں کوئی قصور نہیں پاتا۔ بتاؤ کہ میں کیا کروں۔

یہودی۔ بس ہم یہ چاہتے ہیں کہ آپ مسیح کو صلیب دیں۔

پلاطس۔ جبکہ میں اس میں کوئی قصور نہیں پاتا تو کیونکر صلیب دوں۔

یہودی۔ (چلا کر) نہیں ضرور صلیب دیں۔

پلاطس۔ اچھا اگر تم کہو تو اس عید پر تمہارے لئے مسیح کو رہا کر دوں۔

یہودی۔ نہیں۔ بلکہ برابا کو۔

پلاطس (تنگ آکر) اچھا اگر تمہاری یہی مرضی ہے تو میں اس کو تمہارے سپرد کرتا ہوں اسکو صلیب دو۔

ناظرین۔ غور کریں کہ کیسے اندھیر کا زمانہ تھا کہ بغیر قصور کے ایک آدمی سولی دیا جائے مگر جیسا ہونا ضرور تھا۔

جبکہ لوگوں نے سنا کہ مسیح کو صلیب

دیا جائے تو بہت خوش ہوئے۔ انہوں نے اُسے ارغوانی چوغہ پہنایا اور کانٹوں کا تاج بنا کر اُس کے سر پر رکھا اور اُسے سلام کرتے کہ اے یہودیوں کے بادشاہ سلام اور وہ اُس کے سر پر سرکنڈہ مارتے اور اُس پر تھوکتے اور گھٹنے ٹیک ٹیک کر اُسے سجدہ کرتے رہے اور جب اُسے ٹھٹھوں میں اُڑا چکے تو اُس پر سے ارغوانی چوغہ اُتار کر اُسی کے کپڑے اُسے پہنائے اور اُسے صلیب دینے کے لئے گلگتا نام مقام پر لے گئے۔

اور جب لوگوں نے مسیح کو صلیب پر چڑھا دیا تو دوپہر کے بعد اُن کے شریف روح کا طوطی بدن کے پنجرے سے بلند بہشت کی طرف پرواز کر گیا اور تمام دُنیا پر اندھیرا چھا گیا۔ ہیکل کا پردہ پھٹ گیا اور کچھ دیر کے لئے دُنیا شہر خاموشاں کا نمونہ بنی رہی۔

بادِ نسیم اور بادِ بہاری کی جگہ بادِ سموم چلنے لگی بُلبل نے یہ منظر دیکھ کر بال بکھیر لئے اور ہمیشہ کے لئے بڑھاپے کا لباس اختیار کیا چنبیلی کا رنگ فق ہو گیا۔ گلاب اور چنپا کی مہک دبک جاتی رہی۔ گُل لالہ نے یہ سین دیکھ کر اپنا سینہ داغدار کر لیا نرگس شہلا بھی آٹھ آٹھ آنسو بہانے لگی۔ سورج مُکھی بھی یہ منظر دیکھ رہا تھا۔ اُس نے بھی سر جھکا دیا۔ پرندے اپنے گھونسلوں میں جا دبکے درخت سر پیٹ کر رہ گئے۔ اُن کی آہوں نے شبنم کی صورت اختیار کی اور تا حشر وہ اوس کم نہ ہوگی۔ اس اندھیرے کا اثر صرف پرندوں پر ہی نہیں بلکہ جنگل کے جانوروں پر بھی ہؤا۔ انہوں نے یہ خاموشی دیکھ کر اپنا گھر زمین میں بنا لیا اور کئی تو خوف کے مارے سال میں ایک دوبار کے لئے نکلنے لگے۔

جب تری کی شہزادی مچھلی اس دردناک واقعہ کو دیکھنے کے لئے باہر نکلی تو خشکی پر آ کر جاں بحق ہو گئی۔ اور آج تک حال آپ دیکھتے ہیں کہ کوئی مچھلی پانی سے باہر اسی خوف کے مارے نہیں رہ سکتی بلکہ خشکی پر آتے ہی خوف سے مر جاتی ہے۔ غرضیکہ وہ قیامت کا سا سماں ہوا کہ میرا قلم بیان کرنے سے قاصر ہے۔ چلانے سے نہیں چلتا بلکہ خوف سے چیختا اور افسوس سے آہ سرد بھرتا ہے۔ سیاہی اس درد انگیز منظر کو بیان کرنے سے روٹھ گئی ہے۔

جب شام ہو گئی تو یوسف نامی ایک مشیر نے پلاطس سے مسیح کی لاش مانگی اور اُسے ایک مہین چادر میں کفنا کر ایک قبر میں جو کہ چٹان پر بنی تھی دفنا دیا اور اوپر ایک بڑا پتھر لڑھکا دیا۔

ہری داسی

پہلا باب

ہری داسی اپنے باپ کی اکلوتی بیٹی تھی اُس کے باپ کا نام رامیشور تھا۔ وہ کسی انگریز سوداگر کے کارخانہ میں کام کرتا تھا اور دو سو روپیہ ماہوار تنخواہ پاتا تھا۔

ہری داسی کی ماں اُس کی چھٹی نہان کے پہلے مر گئی تھی اور ایک بڑھیا خادمہ نے اُس کو پالا پوسا تھا۔ جب رامیشور کی بیوی مر گئی اس وقت وہ ادھیڑ عمر کا تھا۔ اُس نے اپنا دوسرا بیاہ نہیں کیا۔ کسی کنگال کلین لڑکے سے اُس نے اپنی بیٹی کا بیاہ بچپن میں ہی کر دیا تھا۔ بیاہ کے وقت ہری داسی بہت چھوٹی تھی اور کچھ نہ سمجھتی تھی۔ بیاہ کے بعد رامیشور نے اپنے داماد کو جس کا نام ہریندر کمار تھا اپنے گھر میں رکھا۔ ہری داسی نہیں جانتی تھی کہ خاوند کسے کہتے ہیں اور اس کے ساتھ کیا رشتہ ہوتا ہے۔ ہریندر کا مزاج بھی سیدھا سادھا تھا۔ سو وہ آپس میں کھیلتے کودتے تھے اور ایک دوسرے کا نام لے کے پکارا کرتے تھے۔ جب ہریندر سکول جاتا تھا تو ہری داسی اُسے دیکھتی رہتی تھی کہ وہ کب لوٹ آوے۔ جب وہ گھر واپس آتا تھا تو ہری داسی بہت خوش ہوتی اور اُس کے ساتھ کھیلا کرتی تھی۔ شام کو رامیشور ان دونوں کو اپنے پاس بٹھا کر پڑھاتا لکھاتا۔ اُس کے بعد دونوں کھانا کھا کر خادمہ کے پاس جا کر سو رہتے تھے۔

ہری داسی کا بچپن اسی طرح گذر گیا اور ہریندر کمار بھی لکھ پڑھ کر وکالت کا امتحان دے کے جلد وکیل ہو گیا اور جج صاحب کی کچہری میں وکالت کرنے لگا۔ سال ہی بھر میں اُس کی وکالت ایسی چل گئی کہ اُسے اچھی آمدنی ہونے لگی۔ پس وہ اپنی بیوی ہری داسی کو اُس کے باپ کے گھر سے اپنے گھر لانے کے لئے کلکتہ میں گیا۔

رامیشور کی بیوی انتقال کر چکی تھی اور ہری داسی کے سوا اُس کا کوئی اور بال بچہ نہ تھا اور اس کے پاس دھن دولت بہت تھی۔ جب ہریندر کمار اپنی تعلیم ختم کر چکا تو رامیشور نے اُس سے کہا تھا کہ کلکتہ میں ہی اچھی نوکری کر لو مگر ہریندر کمار نے کہا میں نوکری نہیں کروں گا پر وکالت ہی کروں گا۔ ہریندر کمار رامیشور کی باپ کی طرح عزت کرتا تھا۔ لیکن نوکری کرنا نہیں چاہتا تھا اور سسرال کے ٹکڑوں پر

پڑا رہنا بھی اُس کو اچھا نہ لگتا تھا۔ سو وہ ایک روز چپ چاپ کلکتہ سے نکل گیا۔ اور جس ضلع میں اُس کا گھر تھا اسی ضلع کی عدالت میں وکالت کرنے لگا۔

اس وقت ہر بندر کمار اپنے علم اور نیک چال چلن پر بھروسہ رکھتا تھا۔ جو کوئی اُس کو دیکھتا اور اُس کے ساتھ گفتگو کرتا تھا اس کو اچھا آدمی سمجھتا تھا۔ جب وہ وکالت کرنے لگا تو اس نے رامیشور کے پاس لکھ بھیجا کہ میں وکالت کرنے لگ گیا ہوں۔ اس کا خط پاکر رامیشور کے دل میں رنج تو ہوا مگر وہ اس سے ناراض نہیں ہوا اس نے وہ چھ ماہ تک اپنے داماد کو کچھ خرچ بھیجتا رہا۔ چھ ماہ کے بعد ہر بندر کمار نے لکھ بھیجا کہ اب میری آمدنی کافی ہونے لگی ہے۔ آپ مہربانی کر کے اب میرے لئے خرچ بھیجنے کی تکلیف گوارا نہ فرمایئے۔

ہری داسی اب وداع ہو کر جاوے گی۔ یہ سوچ کر رامیشور آٹھ آٹھ آنسو رونے لگا۔ اُس کے دل میں یہ خیال آیا کہ ہری داسی مجھ کو چھوڑ کر کیوں جائیگی۔ میرے پاس اس قدر دھن دولت ہے کہ وہ اس سے ساری عمر اچھی طرح سے اپنا گذارہ کر سکتی ہے۔ اُس کے ساتھ ہی وہ یہ بھی سوچتا تھا کہ ہری داسی کو اس کے خاوند سے چھڑا کر اپنے گھر رکھنا کیا مناسب ہوگا؟ اگر ہری داسی میرے پاس رہنا چاہے بھی تو کیا مجھ کو اُسے یہاں رہنے دینا مناسب ہے؟ رامیشور نے اس طرح بہت سوچ فکر کے بعد ہری داسی کو اس کے خاوند کے ساتھ جانے کی اجازت دی۔ جب رامیشور نے اپنی بیٹی کو اس کے خاوند کے ساتھ وداع کیا تو اُس کی آنکھیں بھر آئیں اور وہ رونے لگا۔

ہری داسی بھی بہت روتی تھی۔ وہ یہ سوچتی تھی کہ باپ نے کیسے لاڈ پیار سے مجھے پالا ہے۔ میں آج اُس کو چھوڑ کر جا رہی ہوں۔ ماں کی تو میں نے کبھی صورت بھی نہیں دیکھی باپ نے ہی میری پرورش کی ہے۔ کل والد کی خدمت کون کرے گا۔ کل کون اُس کے پاس بیٹھ کر اس کو کھانا کھلاویگا۔ اس کے بیمار ہو جانے پر کون اس کی خدمت کریگا۔ یہ باتیں سوچ سوچ کر وہ روتی تھی۔ جب تک ہر بندر کلکتہ میں رہتا رہا تب تک ہری داسی کے دن سکھ و آرام سے کٹتے رہے۔ لیکن جب ہر بندر کمار وکالت کرنے کے لئے دوسری جگہ چلا گیا تب سے اس کے دل میں دکھ ہونے لگا۔ جب کبھی اُس کے خاوند کے پاس سے خط آنے میں دیر ہو جاتی تھی تو وہ بہت گھبراتی تھی۔ لیکن اب وہ اپنے بوڑھے باپ کو چھوڑ کر جا رہی ہے۔ ہری داسی سوچنے لگی کہ پھر شاید اب مجھے نہ دیکھیگا۔ یہ سوچتے سوچتے اُس کو نیند آگئی۔ علی الصبح اٹھ کر روتے ہوئے اپنے والد کے گھر سے وداع ہو کر اپنے خاوند کے ساتھ چلی گئی۔

ایشیا

ہوڑہ سٹیشن پر پانچ مزدور اس وجہ سے پکڑے گئے کہ وہ کپڑوں کے گٹھے سے تھان نکال رہے تھے۔

موچی پاڑا میں ایک عورت بعمر ۵ سال اپنے گھر میں پھانسی کی رسی سے لٹکتی پائی گئی لاش وہاں سے اُتاری گئی اور تحقیقات شروع ہو گئی۔

ایک ماہ کے اندر کلکتہ میں ایک سو بیس دفعہ آگ لگی ہے جس سے نقصان کا اندازہ نامعلوم ہے۔

بروز جمعہ برٹش انڈین ایسوسی ایشن میں مہاراجہ منگو بے نے مسٹر گاندھی کے پراپیگنڈا پر سخت حرف گیری کر کے اُسے رد کیا ہے۔

آگرہ ۲۷ مارچ۔ آگرہ یونیورسٹی قائم ہونے والی ہے۔ سکیم تیار ہو کر گورنمنٹ کے روبرو پیش ہے۔

سنگاپور ۱۳ مارچ کی خبر ہے کہ پرنس آف ویلز سنگاپور تشریف فرما ہیں۔

مشرق قریبہ کانفرنس منعقدہ پیرس نے عہد وکنائی فقریس کو تقسیم کرنے کی ہے اُس کا کچھ حصہ یونان کو دیا جائیگا اور کچھ ٹرکی کو آرمنی باشندوں کے لئے یہ تجویز ہے کہ انہیں یا تو انہیں کا ملک دیا جائیگا یا سیلیشین کے حصہ میں آئیگا۔

بمبئی ۱۲ مارچ کی خبر ہے کہ وہاں پر کپڑے کے بڑے بڑے سوداگروں کا جلسہ ہوا جس میں ایک صاحب نے یہ رائے پیش کی کہ جب تک گورنمنٹ تمام پولیٹیکل لیڈروں کو بے گناہ سمجھ کر جیلخانوں سے رہا نہ کرے۔ اور جب تک گورنمنٹ تشدد کے رویہ کو ترک نہ کرے جو ملک کے لئے خطرناک ہے۔ تب تک غیر ملکی کپڑے کی خریداری سے بالکلیہ دست برداری کی جاوے۔ جو کوئی اس قرارداد کے برخلاف روش اختیار کر کے غیر ملکی کپڑا خریدے اس پر فی گٹھہ ایک سو روپیہ جرمانہ کیا جاوے۔ لیکچرار یہ قرارداد پیش کر کے آخر کار بیٹھ گیا۔ کسی ممبر نے اس رائے کی تائید نہ کی۔ اس کے بعد چیئرمین نے جلسہ برخاست کر دیا۔ جھگڑا

تمام ہوا۔

بمبئی ۳۰ مارچ کی خبر ہے کہ سنٹرل خلافت کمیٹی نے اس مضمون کی قرارداد پاس کی ہے کہ مشرق قریبہ کانفرنس کی قرار دادیں ہندوستانی مسلمانوں کے جذبات کے بالکل خلاف ہیں۔ جن سے ہماری تسلی نہیں ہے۔

ایسٹ انڈیا ریلوے سٹرائک قریباً ختم ہے۔

رنگون ۳۰ مارچ کی خبر ہے کہ ایک ٹیلیگراف انسپکٹر کو چھتا سنے مار ڈالا۔

دہلی ۲۹ مارچ کی خبر ہے کہ ریاست لنتو کے شمال میں قصبہ سیوس نامی پر چینی سرحدیوں نے حملہ کر دیا۔ جسے سرکاری چوکیوں کے سپاہیوں نے اور سرکاری فوج نے ار بھگایا۔ چینی سرحدی ۸۰ کے قریب مارے گئے۔ ہمارا ایک سپاہی مرا اور ۳ زخمی ہوئے۔ اور کیپٹن اینڈرسن سخت مجروح ہو گئے۔ تمام زخمی صحت میں ترقی کر رہے ہیں۔

رنگون ۲۹ مارچ کی خبر ہے کہ ایڈ منس ایکن سایمس مس کو آگ لگ گئی۔ تیس لاکھ سے چالیس لاکھ روپیہ کا نقصان ہوا۔

لنڈن ۲۷ مارچ کی خبر ہے کہ بادشاہ سلامت نے امیر کابل کے منشور کو قبول فرمایا ہے۔ افغانستان کا جھنڈا لنڈن میں لہرا رہا ہے۔

مدراس ۳۰ مارچ کی خبر ہے کہ کالیکٹ سے نامہ نگار لکھتا ہے۔ کہ ماشل لا کے قیدی جیل سے فرار ہو گئے۔ سب دوبارہ پکڑے گئے ہیں۔ صرف ایک اب تک قابو نہیں آیا۔

دہلی ۲۹ مارچ کی خبر ہے کہ دہلی ٹیلیگراف کیمپ میں کسی نے آگ لگا دی۔ آگ جلد بجھ گئی۔ سبب نامعلوم ہے۔

ای آئی۔ ریلوے سٹرائک کے دو ہفتوں میں جو نقصان کا اندازہ کیا گیا ہے اس کا شمار ۵۰ لاکھ روپیہ کا ہے (یہ صرف ایک غلطی کی نصف قیمت ہے جس کے سبب ہڑتال شروع ہوئی تھی)

۹۰۰۰ فٹ کی بلندی کی برف پر پاؤں کا نشان پایا گیا ہے۔ جو گذشتہ سال ایورسٹ پہاڑ کی سربلندی کو فتح کرنے کے لئے مہم گئی تھی۔ دیگر عجائب و غرائب معلومات کے ساتھ ایک یہ دریافت بھی دنیا کی آگاہی میں لائی تھی کہ اس مہم نے ۱۱۰۰۰ فٹ کی بلندی پر ایک پاؤں کا نشان دیکھا ہے جس کی بابت مختلف آراء ہیں ابھی تک بعض لوگ خیال کرتے ہیں کہ وہ بھالوں کے پاؤں کا نشان نہیں ہے۔

یورپ

برلن ۲۸ مارچ کی خبر ہے کہ ہر ورتھ نے ریشٹاگ میں ظاہر کیا ہے کہ تاوانی کمیشن کے مطالبہ کو پورا کرنے کے لئے جرمنی پر نیا ٹیکس لگانا محالات میں سے ہے۔

لنڈن ۲۸ مارچ کے روز اڈنبرگ میں پادری جان اینڈرسن کی وفات کی خبر پہنچی۔ آپ ۱۰۰ برس کے ہو کر مرے ہیں جو دنیا کے تمام مشنریوں میں بزرگ تھے۔ آپ نے سنہ ۱۸۴۸ء میں مسیحی خدمت شروع کی تھی۔

پیرس ۲۸ مارچ کی خبر ہے کہ ۵۰۰۰ ہزار جہاز بنانے والے کارکنوں نے سرقہ لش میں کام چھوڑ دیا ہے۔ اور ہزاروں نے دوسرے جہاز بنانے والی جگہوں میں کام چھوڑ دیا اور چھوڑ رہے ہیں۔

لنڈن ۲۸ مارچ کی خبر ہے کہ جب تک شمالی اور جنوبی آئرلینڈ میں اتفاق و اتحاد نہ ہو آئرلینڈ میں امن و سلامتی کا قیام مشکل ہے۔ اس لئے کوشش ہو رہی ہے کہ شمالی اور جنوبی آئرلینڈ میں میل ملاپ قائم ہو۔

لنڈن ۲۰ مارچ کوشش ہو رہی ہے کہ لنڈن سے پیرس اور پیرس سے ٹرکی ہوائی راستہ بنایا جائے۔ اندازہ کیا گیا ہے کہ ۲۰۰۰ میل کا فاصلہ براستہ ہوا ۳۰ گھنٹے میں طے ہو جایا کرے گا۔ اس وقت ۱۴ دن لگتے ہیں۔

لنڈن ۲۰ مارچ ہینڈا سٹی نامی جہاز میں ہندوستانی ملاحوں کے درمیان ایک ملاح کو پلیگ ہو گئی۔ ڈکرک کورنٹین میں مسافر ٹھہرا لئے گئے ہیں۔

لنڈن ۱۰ مارچ انگلینڈ میں ۱۰۰۰۰۰ گھروں کی ضرورت ہے۔ انگلینڈ اور ویلز میں ۵۰۰۰۰ ۲ آدمی صرف ایک ایک کمرے میں رہتے ہیں اور ۹۰۰۰۰ سے زیادہ آدمی دو کمروں کے گھروں میں رہتے ہیں۔ سکاٹ لینڈ کا حال اس سے بھی ابتر بتایا جاتا ہے۔

لنڈن ۲۹ مارچ کی خبر ہے کہ برن میں ۲۰۰۰ آدمیوں کے مجمع میں ایم لوکان روسی کیڈٹ گروہ کا لیڈر اپنے امریکن سفر کے مشاہدات پر درس سنا رہا تھا کہ اس مجمع عظیم میں سے دو افسر زمیلسکی بروک اور بتورسکی اٹھے اور دونوں نے لوکاٹ کو اپنی اپنی پستول کی گولی کا نشانہ بنایا۔ اور ساتھ ہی بلند آواز سے پکار اٹھے کہ یہ زار روس کو قتل کرنے کا انتقام ہے۔ جس کا تو

تو سددار تھا۔

ملکانات زمین پر گر پڑا قاتلوں نے اس پر ۱۷ گولیاں اور سرکیں۔ تب تو ملکانات بالکل ختم ہوگیا۔ اس حالت میں ایم۔ نیوکومٹ جو ایم ملکانات کو بچانے میں ساعی ہوا تھا گولی کا نشانہ بنایا گیا۔ مگر وہ بچ گیا۔ اور دو دوسرے کئی حاضرین جلسہ زخمی ہوگئے۔ دونوں قاتل گرفتار کر لئے گئے ہیں وہ نراردس کے وفاداروں میں سے ہیں۔ دیکھیں اور کیا پردہ غیب سے ظہور میں آتا ہے۔

سیوال ۹ مارچ کی خبر ہے کہ مسٹر لینن سوویٹ گورنمنٹ روس کا سردھرنگ (ریلیپس) کی بیماری میں مبتلا ہے۔

کرال گرہیس جرمنی حکام کی تحقیق میں دنیا کے تمام قاتلوں سے بڑھ کر ہے۔ اس کی بابت دریافت ہوا ہے کہ اس نے اپنی زندگی میں ۳۰ آدمی قتل کئے ہیں۔

امریکہ

امریکہ میں سات برس کے عرصہ میں ۵۹۳۰ آدمی قتل کئے گئے ہیں۔ ایک سال میں ۶۹ نقب زنی میں ۱۹۲۱ء میں .... ۶ روپیہ کی جائداد چوری کی گئی ہے۔ اور ...... ۷ آدمیوں پر مقدمات چلائے گئے ہیں (مگر معلوم نہیں کہ سزا کتنوں کو ملی ہے)

سرکاری اعلان ہے کہ ملتان ضلع کے جیل خانے میں ۲۱ مارچ سکھ وز ایک پٹھان اور پنجابی مسلمان قیدیوں میں لڑائی ہوگئی۔ ایک مارا گیا اور ۵ زخمی ہوئے۔ یہ فساد بھی جیل کے افسروں نے بغیر گولی چلانے کے بند کردیا گیا ہے۔

سرکاری اعلان ہے کہ مورخہ ۲۸ مارچ سنٹرل منٹگمری جیل میں ایک سخت بلوا ہوا جہاں پٹھانوں اور سکھ قیدیوں میں خوب لڑائی ہوئی ایک پٹھان اور ایک سکھ لڑائی میں مر گئے۔ کم از کم ۹۰ زخمی ہوئے۔ ان میں سے ایک یا دو اور مر گئے۔ فساد پولیس کی گولی چلانے کے بغیر فرو ہوگیا۔ فساد کا باعث اب تک نامعلوم ہے۔

خاص تار ہے کہ مسودہ قانون تنسیخ پریس ایکٹ ... میں منظور ہوگیا جن اخبارات کی ضمانتیں ضبط ہوچکی ہیں سب واپس دی جائینگی۔

اخبار زمیندار لاہور کے اپنا ایڈیٹر کو ۲ سال اور پرنٹر و پبلشر کو ۶ ۔ ۶ ماہ قید محض کی سزا دی گئی چودہ ایڈیٹر اور عبرتی ہوئے ہیں۔

پنجاب پراونشل کانگریس کمیٹی نے ۶ سے ۱۳ اپریل تک قومی ہفتہ منانے کا اعلان کیا ہے ۱۳ کو ہڑتال اور باقی دن قومی پرچار ہو۔

ضلع جالندھر کے دیہات میں گذشتہ ۵ پروز کے اندر ۵۰ گرفتاریاں عمل میں آئی ہیں ابھی اور گرفتاریوں کی توقع ہے

حلقہ بردون میں مہاتماجی کی گرفتاری کے خلاف بطور پروٹسٹ ۱۲۵ الپسوار دوں ۷۱ چوکیداریوں نے استعفے دے دیئے ہیں صرف ۸ نمبردار اور ۹ چوکیدار رہ گئے۔

مہاتما گاندھی کی سزایابی کے خلاف بطور پروٹسٹ ڈاکٹر داس سب اسسٹنٹ سرجن گوجرانوالہ نے استعفے دیدیا۔

لاہور پریسبٹری

اطلاع دیجاتی ہے کہ لاہور پریسبٹری کا سالانہ جلسہ ماہ اپریل ۱۳ تاریخ ۱۹۲۲ء کے روز بمقام فیروزپور چھاؤنی شام کے ۴ بجے فراہم ہوگا۔ براہِ مہربانی اپنے پہنچنے کا وقت پادری پریم داس ... فیروزپور کو لکھ دیں۔

اے۔ ٹھاکرداس سٹیٹڈ کلارک لاہور پریسبٹری

کرسچن بوائز بورڈنگ سکول لودیانہ

۱۸۳۴ء سے قائم ہے۔

یہ بورڈنگ سکول مسیحی لڑکوں کی دینی اور دنیوی تعلیم کے لئے بہت عرصے سے جاری ہے۔

مشن بورڈ نے ابتدائی تعلیم کو اعلیٰ اور مکمل بنانے کی غرض سے پہلی اپریل ۱۹۱۲ء سے تین جماعتیں لوئر پرائمری کی ایک امریکن خاتون کی زیر نگرانی کر کے اس سے چھوٹے بچوں کی تعلیم کا انتظام بخوبی ہوگیا ہے۔

حصہ ہائی کے طالب علم برائے حصول تعلیم مشن ہائی سکول میں داخل ہوتے ہیں۔

شرح فیس خوراک لوئر پرائمری فی طالب علم چھ روپیہ اپر پرائمری سے ہائی تک سات روپیہ ماہوار ہے کلاس فیس سرکاری شرح ہے۔ متفرق فیس اخراجات کے لئے ڈیڑھ روپیہ ماہوار فی طالب علم اور کتابوں اور سٹیشنری کی قیمت اس کے علاوہ ہے۔

اس سکول میں ہر قسم کا فرنیچر مثلاً میز کرسی الماری وغیرہ بھی بنایا جاتا ہے۔ علاوہ ازیں ہر قسم کا اعلیٰ ... کمرہ کوٹ ... مزید حالات پرنسپل صاحب سکول ہذا سے دریافت ہو سکتے ہیں۔

(صفحہ ۲ سے آگے)

قیصر این خیال است ومحال است جنوں ہے۔ جبکہ اتحاد واتفاق ہی بادشاہی کے محل کا سنگ بنیاد ہے ہم دعوے سے کہتے ہیں کہ اگر یہاں سلف گورنمنٹ کا دور شروع ہوجائے اور انگریز اپنا بوریا بستر باندھکر ولایت چلے جائیں تو چشم زدن ہی میں ہندوستان میں خون کی ندیاں بہنکلینگی۔ وجہ یہ کہ اہل ہند کی بے اتفاقی کو دیکھکر ہمیشہ سرد ممالک کی قومیں ہندوستان کے شمال مغربی دروں کی راہ دخل آور ہوتی رہی ہیں۔ نتیجہ یہ ہوگا کہ ہندوستان کسی ظالم بادشاہ کے قبضہ میں آجائیگا تب کہیں جاکر ہندوستانیوں کو معلوم ہوگا کہ ہم نے سوراجیہ سے کر خود اپنے پاؤں پر کلہاڑی ماری ہے۔ جبکہ تاریخ ہند سے یہ امر اظہر من الشمس ہے کہ ہندوستان ہمیشہ غیر اقوام کے ہی تابع رہا ہے۔ اب ہم اتحاد واتفاق کو چھوڑ کر ہندوستانی قوم کی دور اندیشی ومآل اندیشی پر بھی روشنی ڈال کر ناظرین کرام سے ہی نتیجہ نکلواتے ہیں کہ آیا ہندوستانی سوراجیہ کے لائق ہیں یا نہیں۔ . . . .

اتحاد واتفاق کے بعد سلطنت کا دارومدار افراد قوم کی دور اندیشی ومآل اندیشی پر ہے۔ سو واضح ہو کہ حصول خلافت اور سوراجیہ کے لئے جو چالیں چلی جاچکی ہیں اُن کے قبیح نتائج کا چار سالہ بچہ بھی بخوبی یہ فیصلہ کرسکتا ہے کہ تا حال اہل ہند حکمرانی کی لیاقت سے کوسوں دور ہیں۔ جبکہ پچھلے سال لیڈروں نے مسلمانوں کو بے سوچے سمجھے ہجرت کا حکم دے کر اُن کو بے سروسامان وبے خانماں ہی کر دیا تھا اُس کے بعد ترک موالات کا سلسلہ شروع ہوا تو سینکڑوں مسلمانوں نے مستعفی ہوکر محکمہ بیکاری کی اسامیوں کے چارج حاصل کئے اور یہ سمجھا کہ کل سوراجیہ حاصل ہوجانے پر تو ہمیں یہ عہدے ہی نہیں ملینگے۔ وجہ یہ کہ وہ عہدے کب متعلق مسلمانوں کے تھے آسامیاں خالی کرینگے۔ جو آج اُن کی جگہ تعینات ہوئے ہیں سچ ہے کہ جب بُرے دن آتے ہیں تو عقل جاتی رہتی ہے۔ ہمارے عدم تعاونی بھائیوں نے انگریزوں کو نقصان پہنچانے کے لئے اُن کے مال واسباب کو بائیکاٹ کیا۔ مگر واہ رے شان اللہ جو کسی کے گرنے کے لئے کنواں بناتا ہے وہ خود اس میں گردن کے بل گرتا ہے۔ انگریزوں کو نقصان پہنچاتے پہنچاتے خود ہی نقصان کے نیچے دب گئے۔ یعنی بدیشی کپڑے کے بائیکاٹ کے خیال کی شراب نے اس قدر مست کیا کہ حواس باختہ ہوکر خود اپنے ہاتھوں سے لاکھوں روپیہ کا خریدا ہوا کپڑا جلا دیا۔ خدا معلوم ہمارے لیڈروں نے اس طریق میں کونسا کامیابی کا راز مضمر پایا۔ مجھے اس پر اتنی سخت حیرت نہ ہوتی اگر اس فعل سے انگریزی بنکوں سے ہمارا روپیہ واپس آجاتا کیا ہی اچھا کرتے اگر وہ کپڑا غریبوں محتاجوں یتیم خانوں کو بانٹ دیتے جو آگ کی نذر کر دیا گیا۔

الغرض حصول خلافت اور سوراجیہ کے لئے اہل وطن نے جو ہاتھ پاؤں مارے ہیں۔ اُس نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ اہل ہند تاہنوز حکمرانی کے لائق نہیں ہوئے۔ اب ہم اس دعوے کے ثابت کرنے کے لئے ایک ایسی زبردست دلیل پیش کرتے ہیں جسے یہ امید ہی نہیں کہ کوئی صاحب قطع کرسکے سو واضح ہو کہ ہمارے روسا کو اپنے ملوکہ ریاست میں کامل آزادی حاصل ہے۔ جو جی میں آتا ہے سو کرتے ہیں۔ یا یوں سمجھئے کہ ان کے گاؤں بمنزلہ ایک سلطنت کے ہیں جن کا سوراجیہ ان کو حاصل ہے۔ مگر افسوس صد افسوس روسا اپنی رعیت (مزارعان دیہات) کے ساتھ وہ ناروا سلوک کرتے ہیں جس کو فرعون نے بھی پسند نہ کیا تھا۔ اگر کسی وقت کسی مزارع سے مالک دیہہ کو سلام کرنے میں کوتاہی ہوگئی تو بس بیچارے کی شامت ہی آگئی۔ دو تین جوتے رسید کر دیئے۔ اگر کبھی اُدھر سے تصور پر غصہ آگیا تو بس غریب لعینہ دار کو بے عزت کرکے گاؤں سے ہی نکال دیا۔ بیچارے کی جائداد (کاشت) ضبط کرلیگی۔ اب آپ حضرات ہی جانچ کر کیا ایسے لوگ بادشاہی کرنے کے قابل ہیں۔ جن میں بُردباری رحمت ہمدردی عفو ورحم ترسی کا مادہ تا ہنوز نہیں پایا جاتا۔ ہم تو یہی کہینگے کہ خدا گنجے کو ناخن نہ دے

اب ذرا انگریز قوم کی بُردباری اور مآل اندیشی کو بھی ملاحظہ کیجئے۔ سچ ہے کہ پروردگار جلشانہ جب کسی کو بادشاہ کرتا ہے تو سب سے پہلے اس کو وسیع خیال وعالی حوصلگی عطا فرماتا ہے۔ ہمارے عدم تعاونی بھائیوں نے جوں جوں گورنمنٹ کی توہین کیا توں توں اُس نے اپنی بُردباری وعالی حوصلگی کا اعلیٰ ثبوت دیا ہے۔ یہ کتنا بڑا حوصلہ ہے کہ گورنمنٹ نے آج تک کسی عدم تعاونی بلکہ سول نافرمانی کرنے والوں میں سے کسی کو نہ پھانسی پر لٹکایا۔ نہ جلاوطن ہی کیا ہے۔ اگر ایسا بھی کیا جاتا تو عین انصاف بلکہ فطرتی بات تھی۔ جبکہ ایک ہندی معمولی رئیس اپنے اس مزارع کو گاؤں سے دھکّے مار کر نکال دیا کرتا ہے جو اس کی نافرمانی کرتا ہے۔ کیا آپ نے کہیں یہ دیکھا یا سنا کہ پرنس آف ویلز نے سلام نہ کرنے والوں کو ایک ہندی رئیس کی طرح جوتے رسید کئے ہوں۔ ہرگز نہیں۔ ہرگز نہیں۔ کیونکہ شاہی دماغ ان کینہ باتوں کی پرواہ نہیں کیا کرتے۔ برعکس اس کے اہل وطن نے شاہزادہ کو بائیکاٹ کر کے اپنی مہمان نوازی اور ہندوستانی میزبانی کو بٹہ لگا دیا ہے

القصہ ہمارے (دیکھئے صفحہ ۱۲ کالم ۳)

ضرورت

۲/۳

اے پی مشن چرچ فتح گڑھ (یو-پی) کے لئے ایک اِسامی کی ضرورت ہے جسے زیادہ سے زیادہ مبلغ ۵۰ روپیہ ماہوار تنخواہ اور رہائش کے لئے مکان ملیگا جس کے استعمال کے لئے ایک بائیسکل بھی ہوگی امیدواروں کو چاہیے کہ معہ اسناد نقول پتہ ذیل پر درخواستیں کریں۔

المشتہر

پی- پاڈل- اے پی مشن فتحگڈھ

(یو-پی)

برنگ ہائی سکول بٹالہ

یہ سکول عرصہ دراز سے مسیحی لڑکوں کی دینی اور دنیاوی تعلیم کے لئے جاری ہے اور شہر سے تقریباً ایک میل باہر ایک پر فضا اور صحت افزا مقام پر واقعہ ہے۔ اس کے متعلق ہوادار بورڈنگ ہاؤس، خوشنما اور فراخ کھیل کا میدان۔ لڑکوں کے غسل کے لئے ایک خوش وضع حوض اور عبادت کے لئے گرجاگھر۔ جماعتوں کے لئے موزوں اور کافی کمرے ہیں۔ سکول کے ماسٹر صاحبان لائق اور اعلیٰ تعلیم یافتہ ہیں۔ چند لڑکوں کے داخل ہونے کی گنجائش ہے لہذا مطلع کیا جاتا ہے کہ داخل ہونے والے طلبا ذیل کے پتہ پر درخواستیں بھیجیں۔

المشتہر

پرنسپل برنگ ہائی سکول بٹالہ

ضلع گورداسپور

مخزن مسیحی

یہ رسالہ ہر ماہ کی پہلی اور پندرہ تاریخ کو جناب انگریزی اور رومن اردو الہ آباد سے شائع ہوتا ہے۔ اس میں کلیسیائی خبریں اور کرسچن ایڈیٹر کے مضامین اور سنڈے سکولوں کے سبق شائع ہوتے ہیں۔ سالانہ چندہ حسب تنخواہ خریداران ایک روپیہ سے تین روپیہ تک ہے۔ نمونے کا پرچہ [illegible] سی پی- ایس ای ایڈیٹر منیجر مخزن مسیحی الہ آباد یو پی سے طلب کر سکتے ہیں۔

کرسچن بک سٹور لودیانہ

اردو کی پہلی کتاب	۲	رومن پنجابی پرائمر	۱/
" دوسری "	۳	تیرہ اور اسلام میں مسیح	۱/
صحت جسمی ہو تبرقہ	.	ینابیع الاسلام	۳/
مسئلہ تعلیق [illegible]		روحوں کی اصل موروثی سوال	۱/

ملنیکا پتہ۔ منیجر کرسچن بک سٹور۔ لودھیانہ۔

دستور العمل نور افشان

سالانہ قیمت۔ ہندوستان کے حدود کے اندر ہے ۔ عہ

غیر ممالک سے ۔

قیمت ہر حالت میں پیشگی لی جاتی ہے

شرح اجرت اشتہارات

مقدار اشتہار	سہ ماہی	ششماہی	سال تمام
کالم کا ۱/۸ حصہ	سعہ	عیـــہ	عیـــہ
چوتھائی کالم	عیـــہ	عیـــہ	للعـــہ
نصف کالم	عیـــہ	للعـــہ	معـــہ
پورا کالم	للعـــہ	معـــہ	۱
پورا صفحہ	۱	۱عـــہ	عا

۳ ماہ سے کم عرصے کے لئے ہر ایک اشاعت فی سطر عہ لیکن کسی اشتہار کے لئے عہ روپیہ کم نہ لیا جائیگا

(صفحہ ۱ سے آگے)

عدم تعاون بھائیوں نے اپنی نامناسب کارروائیوں سے یہ ثابت کر دیا ہے کہ اہل ہند سے حکمرانی کی لیاقت کوسوں دور ہے اور انگریزوں نے اپنی مدبرانہ چالوں اور عقلمندانہ روشوں سے یہ ثابت کر دیا ہے کہ قدرت اُن کی حکومت کو سلامت رکھیگی۔ وہ قادر مطلق اُن کا معین و مددگار ہے سب ہتھیار اہل ہند ان کا کیا بگاڑ سکتے ہیں۔ جبکہ عالم جرمن کی توپوں کے ۴۲ ۴۲ من کے گولے بھی ان کا بال بیکا نہ کر سکے۔ دعا ہے کہ خدا ایسی زبردست اور نیک قوم کو تا قیامت ہندوستان پر حکمران رکھے۔ جس نے ہمارے لئے نہریں نکالیں۔ سڑکیں بنائیں۔ جا بجا سکول اور کالج قائم کئے اور ہماری جہالت کو دور کیا۔ لازم ہے کہ اب ہمارے عدم تعاون بھائی اپنی چالوں کو چھوڑ دیں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ حکومت عالیہ بمصداق تنگ آمد بجنگ آمد۔ ہندوستان کو ملٹری قانون کے تابع کر دے۔ بقول سعدی ؎

چو دست از ہمہ حیلتے درگسست
حلال است بردن بشمشیر دست

الراقم۔ عبدالرحمن مدرس۔ کوٹ رادھاکشن ضلع لاہور۔

ضرورت

۲/۲

ترنتارن کے زنانہ مشن ہسپتال کے لئے ایک ہندوستانی تجربہ کار نرس کی ضرورت ہے۔ عمر رسیدہ کو ترجیح دیجائیگی۔ امیدواروں کو چاہئے کہ مس آسٹو سی- جی- ای- ایم- ایس ترنتارن پنجاب سے درخواست کریں۔

پادری [illegible]۔ کلارک صاحب ایم- اے منیجر نور افشان امپیریل روڈ لاہور کے لئے پنجابی پریس لاہور میں باہتمام لالہ دیوان چند صاحب پرنٹر چھپا